

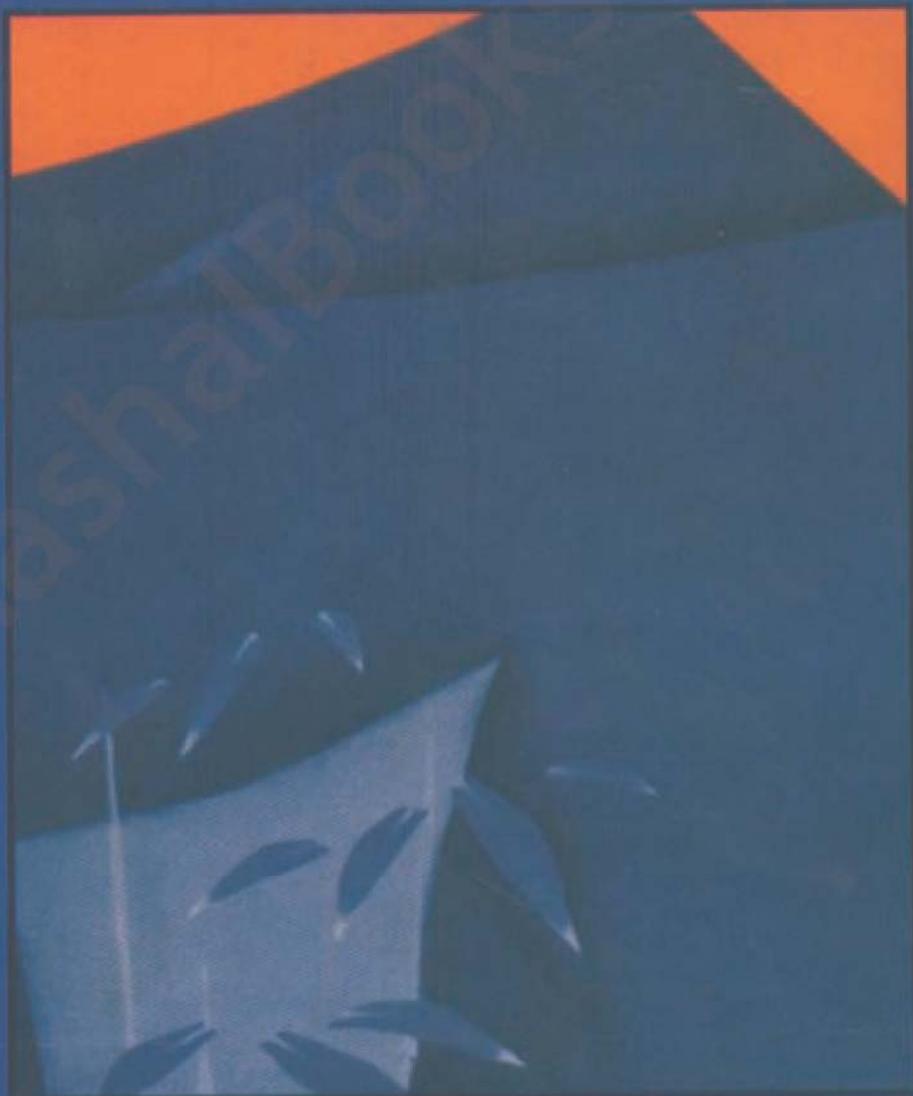
# The Golden Phoenix

## SEVEN CONTEMPORARY KOREAN SHORT STORIES

# سٹہری ققنus

کوریا کے سات جدید افسانے

انگریزی میں ترجمہ: سوہ جی موں انگریزی سے ترجمہ: سجاد کریم انجمن



مشعل

## فہرست

کوریا میں افسانہ نگاری کا سیاق و سبق

5	..... شوچی موں	سنہری نقش
18	..... ٹھی من یول	بوسیدہ گھر میں رہنے والی لڑکی
62	..... مین ہو ما یونگ	میرے آپائی گاؤں میں غروب آفتاب
119	..... ٹھی من گو	دیواری تصویر
158	..... کم یونگ ہائیونگ	تیرہ خوشبوؤں والا پھول
188	..... چوائی مین	یادگار چوک
245	..... او چو گھوئی	بارش کی جھڑی
315	..... مین ہیونگ چل	

## تعارف

## کوریا میں افسانہ نگاری کا سیاق و سباق

سوہ جی موں

کوریا کے لوگ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ وہ پانچ ہزار سالہ تاریخ کے مالک ہیں، جس کا آغاز 2333 قبل مسح میں پہلی ریاست کے قیام سے ہوا۔ وہ اپنے طویل ماضی کو اکثر ”پانچ ہزار سالہ روشن تاریخ“ کا نام دیتے ہیں۔ ایک بڑی طاقت (چین) کا ایک چھوٹا پڑی ہونے کے ناطے اور متعدد جگہوں پر قوموں، جن کی تقدیر تیری سے تغیر پذیر ہوتی رہتی ہے، کی وجہ سے کوریا کی طویل تاریخ البتہ آزار کا شکار بنتی رہی ہے۔ یہ بات اپنی جگہ حیرت کا باعث ہے کہ اتنی مشکلات اور خطرات کا سامنا کرنے والی قوم نے اس قدر ترقی یافتہ ثافت اپنائی ہے جو قانون، حکومت، فلسفی، تعلیم، ادب، تعمیرات، موسیقی اور رسم و رواج کے حوالوں سے پہچانی جاتی ہے۔

کوریا کی ادبی تخلیقات کورین اور چینی دونوں زبانوں اور طرز تحریر میں لکھی جاتی رہی ہیں۔ مقامی کورین زبان میں شعراء نے ”سچو، Sijo“ کی صنف متعارف کرائی ہے۔ سچو کو مختصر نظم کے چھوٹے پنځدار ہیرے کہہ لجھئے، جس میں محبت کے شفقت ہرے نشیں جذبات، دینا شناسی کی حکمت یا کسی بھی طرح کے احساسات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ پھر کاسا“ Kasa“ کی صنف ہے جو کوریا کی زبان میں بھی لکھی جاتی ہے۔ یہ ایک طویل نظم ہوتی ہے جس میں فلسفیانہ اسرار و رموز بھی بیان کئے جاسکتے ہیں۔ چینی زبان میں مرتب کی جانے والی نظم خوش ذوق اہل ادب لکھتے ہیں اور اسے نہایت نفاست کے ساتھ رومنوی اور بڑی شانگی کے ساتھ فلسفیانہ، دلیق طرز سے طفر آمیز بنایا جاتا ہے اور کبھی کبھی اسے نقشہ پردازی کی حد تک شیطانی اور طنز یہ بھی بنایا جاتا ہے۔

نشر نگاری کو بھی دوہی حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، وہ افسانے جو کورین رسم الخط میں لکھے گئے اور وہ افسانے جن کے انہمار کے طور پر چینی رسم الخط کا انتخاب کیا گیا۔ کوریا کی زبان میں لکھے ہوئے زیادہ تر مواد پر کسی مصنف کا نام نہیں ہے۔ غالباً یہ شہ پارے اپنے حالات سے غیر مطمئن ان معززین نے لکھے ہیں جو اپنی شناخت ظاہر نہیں کرتا چاہتے، دونوں وجہوں کی بناء پر نشر نگاری کو ان کے وقار سے کم تر سمجھا جاتا ہے اور اس وجہ سے بھی کہایے کام پر اٹھبٹھمنٹ کی جانب سے سخت تنقید کی جاتی تھی۔ عام طبقے سے علی رکھنے والا مصنف اس لئے بھی اپنی شناخت چھپاتا تھا کہ اسے ان پیچیدگیوں اور مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے جو کتاب میں شامل گستاخانہ پیر اگر انوں کی وجہ سے پیش آسکتی تھیں۔ اگرچہ یہ افسانے ناقابل یقین حد تک عالمانہ طریقے سے اور نہایت ہوشیاری کے ساتھ لکھے گئے ہیں، پھر بھی ان میں ناشائستہ ظرافت، تفحیک آمیز طنز اور زندگی کا ذوق و شوق ملتا ہے، وسعت لئے ہوئے بھی اور دقتی بھی۔ بہت سی بجید از امکان لیکن دلچسپ جرأۃ مندانہ کہانیاں بھی لکھی گئیں جن میں سے بہت سی خاتون جرنیلوں کے بارے میں ہیں جو ملک کو بتائی سے بچاتی ہیں اور اپنے شوہروں کو سبق سکھاتی ہیں جنہوں نے انہیں نظر کیا پھر ان کی صلاحیتوں کا کم اندازہ لگایا۔

چینی زبان میں کی گئی نشر نگاری میں واضح طور پر پیچیدہ پلاٹ اور دانشوارانہ ناصحانہ باتیں کثرت سے ملتی ہیں۔ چینی روایات میں ماورائے حقیقت کہانیوں کی بھی بہتات ہے جن میں بھوتوں کے قصے اور لومڑیوں کی کہانیاں بھی شامل ہیں۔

کوریا کی لوگ کہانیوں اور قصوں کی صورت میں زبانی طور پر بیان کئے گئے ادب کا ایک خاصہ ان میں عجیب و غریب بھوتوں، چھلاؤں اور مزا جیہے شیروں کے کردار ہیں۔ کوریا کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ بھوتوں کو آسانی سے مشتعل کیا جاسکتا ہے اس کے علاوہ وہ تمام انسانی کمزوریوں کے بھی عادی ہوتے ہیں لہذا انہیں کہانیوں میں کردار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک روایتی بھوتوں کی کہانی میں ایک انسان پہلے تو بھوت کے ساتھ تعلق پیدا کرتا ہے اور پھر اسے استعمال میں لا کر یہ بتاتا ہے کہ وہ باقی سب سے زیادہ دھشت زدہ کر سکتا ہے اور اگرچا ہے تو ڈھیر ساری رقم بھی لا سکتا ہے اور پھر وہ اسے اکساتے ہیں، آمادہ کرتے ہیں حتیٰ کہ مشتعل بھی کرتے ہیں۔ بھوت پھر انسانوں کا تقاضا پورا کرنے کیلئے نہوں کے حساب سے دولت اکٹھی کر دیتا ہے۔ شیروں اور چیزوں کو اس کے بر عکس ان کی

اچھی طبیعت کی وجہ سے دوست بنایا جاتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ بھوتوں کی طرح بعض چیتے بھی لا پڑی اور آسانی سے بہکاوے میں آجائے والے ہوتے ہیں۔ ایک ہوشیار عورت یا مرد دونوں میں سے کسی بھی صورت حال سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ایک روایتی کہانی میں انسان شیر کو آمادہ کرتا ہے کہ وہ نصف اسے کھائے گا نیس پلکہ اس کی مدد اور حمایت بھی کرے گا۔ یہ کہانیاں اور قصے اشارہ ہیں کہ کوریا کے لوگوں نے اپنے خیالات میں شیروں اور بھوتوں کو رام کر کے اپنا دوست اور ہبھی خواہ بنالیا ہے۔ ایسی کیش مشا لیں موجود ہیں یہ ثابت کرنے کیلئے کہ مستقل مشکلات اور مصائب کے باوجود کوریا کے عوام میں زندگی کا دافر ذوق و شوق، ایجادات کے حوالے سے زرخیزی اور شناور رجائیت پائی جاتی ہے۔

یہ پیش قدر ادبی روایات بدستوری سے اس وقت نظر انداز کر دی گئیں جب میوسیں صدی کے آغاز میں مغرب سے متاثر مصنفوں نے ”جدید ادب“ کا آغاز کیا۔ یہ اس وقت ہوا جب چوسون حکمرانوں کی بد عنوانیوں کے خلاف ملک کے پس ماندہ اور بے پس ہونے کی حالت کے حوالے سے شدید رعل ظاہر کیا جا رہا تھا۔ جدید ادب کے بانی ادب کو روشن خیالی کے آلہ کار کے طور پر استعمال کرنے کے خواہاں تھے اور تقریباً پوری ہی صدی کے دوران جاری رہنے والے تاریک اور غم زدہ برسوں کے دوران زندہ دلی، ظرافت اور خوش طبی کو کہیں جگہ نہیں سکی۔ یہاں قابل نگذشت ادبی ذوق اور با مقصد عمل کیلئے خدکو وقف کرنے کا نتیجہ ہے کہ کوریا کے مصنفوں ایسی فتحی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر سکے جیسی اس مجموعے میں شامل انسانوں کے مصنفوں نے کی ہیں۔ 80 کی دہائی میں فوجی آمریت کے خاتمے کے بعد البتہ کورین ادب نئی سرگرمی سے ابھر رہا ہے، اس میں نئے نئے تجربات ہو رہے ہیں اور یہ بے محابا اطہار ذات کے مزے لے رہا ہے۔ چوای میں معاصر مصنفوں میں سے ایک ہے جس نے بڑی تعدادی سے درج دید سے پہلے کے کورین ادب کو اپنے اطہار خیال کا ذریعہ بنایا۔ اپنے افسانے ”تیرہ خوشبوؤں والا پھول“ میں چوای، جو کہ سچیدہ اور زندہ دل مصنفوں ہے، نے علمی انداز میں معاصر ادبی ماحول اور جہوریت کی ناستواریت پر کڑی تقید کرتے ہوئے اپنا احتجاج ریکارڈ کرایا ہے۔

کورین فنون لطیفہ کی دیگر شکلیں، خطاطی، پینٹنگ اور موسیقی۔ جہاں ایک طرف ارفع آئینہ میں ازم اور شاندار نگاست کی تجسیم کرتی ہیں تو دوسری طرف زندگی کیلئے ذوق و شوق اور خوش طبی سے پیار کو بھی واضح کرتی ہیں۔ کورین دانشور، آرٹس کی خواہش کرائے اپنے کردار کو بلند مرتبہ عطا کرنا

ہے تاکہ اپنے فن میں خاص اور غیر مبہم ترقی پیدا کی جاسکے، اس کتاب کی ناٹک شوری میں واضح طور پر دکھائی دیتی ہے۔ یہ کہانی اعلیٰ ادبی قصیلے کے ایک فرد نے لکھی ہے۔ لیکن کوہیا آرت، ہیشہ اس طرح کی ارفع خواتین تک محدود نہیں رہتا اور عام سادا لوگوں کے بھی سمجھ میں آ جاتا ہے اور نازک مزاج صاحب نظر لوگوں کے ذوق پر بھی پورا اترتتا ہے۔

کوہین لوگ کہتے ہیں کہ وہ موت (Mot) اور ہنگ (Hung) کے لوگ ہیں۔ اب یہ دو ایسے الفاظ ہیں جن کے مقابل انگریزی زبان میں نہیں ملتے البتہ انہیں جوش و جذبے اور شادمانی سے قریب قریب قرار دیا جاسکتا ہے۔ کوہین لوگ اب بھی یہی سوچنا اور تصویر کرنا پسند کرتے ہیں کہ وہ موت اور ہنگ کے لوگ ہیں لیکن حالیہ برسوں میں وہ اپنے قومی کردار کو واضح کرنے کیلئے لفظ "ہاں" Han استعمال کرنے لگے ہیں۔

ہاں Han کا نظریہ موت اور ہنگ سے کافی متفاہ ہے۔ موت اور ہنگ وہ کچھ ہے جو کوہین لوگوں نے تمام تر مصالح کے باوجود بچائے رکھا۔ ہاں ان کی طویل تاریخ کے زمانوں میں متفاہ اور شدید آزار کا بقیہ حصہ ہے جو انہوں نے برداشت کیا اور سہا۔ ہاں Han مصالح اور غیر واجب کالیف کے احساس سے جنم لینے والے جذبات کا نام ہے جن کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

یہ ایسا جذبہ ہے جو کسی مخصوص بد معاملہ یا حقوق غصب کرنے والے شخص کے حوالے سے کبیدہ خاطری میں کافی شدت اختیار کر لیتا ہے البتہ یہ اس شخص سے بدله یا انتقام لینے سے خود بخود تم نہیں ہو جاتا ہے اس کے بر عکس یہ کسی شخص کی اپنی بد قسمتی میں تکلیف وہ اضافے اور زیادہ تر انسانوں کی شیطانی خطا کاریوں اور احساس سے عاری انجام کے تھوڑوں میں جذبہ رحم پر منی مجبوری کا باعث بنتا ہے۔ اس طرح اس میں اپنے مصالح پر جی جلانے اور تنخی دنوں صورتیں موجود ہوتی ہیں اور اس کو مستعد طور پر درست کرنے کی بجائے اس کے علاج کے لیے تطبیر شدہ محرج کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگرچہ چدید دور کے کوہین عوام کی تو انہی اور جوش و جذبے سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کیا جاسکتا کہ کوہین لوگوں کو اپنے ماضی کی باتیات میں تنخی کے اس عنصر کو دل میں لیے رکھنا چاہیے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ درمیانی عمر کے زیادہ کوہین لوگ ابھی تک انہی باتوں کے ساتھ چھٹے ہوئے ہیں حتیٰ کہ نوجوان نسل کا ایک حصہ بھی اس سوچ کا حامل ہے۔

یہ بات درست نہیں ہے کہ کورین لوگوں میں ہاں کا جذبہ غربت کی وجہ سے پیدا ہوا، غربت بطور غربت ہاں پیدا کرنے کا باعث نہیں ہوتی۔ کوریا میں غربت باعث نہادت نہیں ہے۔ چینی فلسفی کنفیویشس کے نظریے کے مطابق غریب ہونا باعث عزت ہے کہ اس سے ان لوگوں میں لائج پیدا نہیں ہوتا جو اس کو بغیر کسی شکوه یا شکایت کے برداشت کرتے ہیں۔ البتہ اگر غربت حد سے بڑھی ہوئی ہو تو زیادہ کہ یہ خواراک کی کمی یا علاج معالجنة کی سہولتیں میسر نہ آنے کی وجہ سے جسمانی خرابی کا باعث بن جائے یا جسمانی آزار کے ذریعہ کسی کوموت کے گھاث اتنا دیا جائے یا کسی امیر اور طاقتور کی طرف سے زخم ملے یا کوئی چیز یا عمل آزار کا باعث بنے تو اس سے ہاں کے جذبات ابھر سکتے ہیں اور قائم رہ سکتے ہیں۔ اصول یہ ہے کہ انسان کے ہاتھوں ہونے والی بے انسانی کی وجہ سے کسی انسان کو جنم مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس سے ہاں پیدا ہوتا ہے علاوه ازیں بلا وجہ پہنچ والے زخم بھی ہاں کا باعث بن سکتے ہیں اگر ان کی وجہ سے کسی کے منصوبوں یا امیدوں پر پانی پھر جائے۔

غربت اور ابتلاء کورین لوگوں کے لیے نادر چیز نہیں ہے خاص طور پر جدید دور سے پہلے کے زمانے اور قرون وسطیٰ کے کورین عوام کے لیے یہ بالکل انوکھی چیز نہیں تھی لیکن کورین لوگوں میں میں الاقوامی معاملات کے پارے میں آگئی کی تھی اور انہوں نے جن مصالح کا سامنا کیا وہ اتنے تھے کہ ان کے دلوں میں لا محمد و ابتلاء اور نہ ختم ہونے والے خوف کے شیخ بودی ہے۔

عبد علیق سے کورین لوگوں کی بڑی تعداد غریب اور آلام و افکار سے زیر بار تھی، اس سے بھی بڑھ کر خانہ جنگلی اور غیر ملکی حملوں نے کردار ادا کیا جن کی وجہ سے لاتحداد زندگیاں ضائع ہو گئیں اور عام معاشرتی زندگی کی بیانوں تک ہل گئیں۔ سولہویں صدی کے دوران کوریا پر جاپان حملے نے اس ملک کو تباہی و بر بادی کی داستان بنا دیا اور جاپانیوں کے یہاں سے رخصت ہونے تک لاتحداد افراد عالم اور شہری اور فوجی دونوں اپنی جانیں گنوں چکے تھے۔

کوریا کے لوگوں نے مغلوں اور تاتاریوں کے ہاتھوں شکست کھائی اور وہ حکوم پنا لیے گئے۔ مغلوں اور تاتاری چین کو قبضہ کرنے کے بعد کوریا آئے تھے کہ کورین بادشاہ نے رکی طور پر تیرھویں صدی عیسوی کے دوران یوان اور سترھویں صدی عیسوی میں کیواںگ کے سامنے ہتھیار ڈالے اور اس طرح امن قائم رکھنے کی بڑی قیمت ادا کی۔ کئی پارا طاعت گزار بناۓ جانے کے عمل نے کوریا کے عوام کے قومی و قار

کو مجرود کیا اور بہت سے مسائل پیدا کیے لیکن اس سارے عرصے میں کوریا کے لوگوں نے اپنی خود فحشاری کا بخوبی تحفظ کیا اور اس قابل ہوئے کہ ایک نادر اور اعلیٰ ترقی یافتہ شافت وضع کر سکیں۔

علاوه ازیں کورین لوگوں نے نئے رسوم اور رواج وضع کرنے اور پوری تفصیل کے ساتھ ان کو منانے کا ذہنگ بھی سیکھ لیا۔ اس امر کا جائزہ لیا جائے کہ کوریا کے اپنے لوگوں نے کتنی تکلیف دہ زندگیاں گزاریں تو روایات رسوم اور تہواروں کے منانے کے حوالے سے ان کا احترام بڑھ جاتا ہے کہ وہ کیسے زندہ دل لوگ ہیں یہ رسوم و رواج اور تہوار کو ریا کے عوام کے کردار کے استھنام اور کورین جذبے کی شدت کو ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن کوریا کے عوام کے اس جذبے کو جو صدمہ سہنے کے بعد جلد بحال ہونے کی صلاحیت سے مالا مال تھا اس وقت سخت نقصان پہنچا جب میسوں صدی کی شروعات میں جاپان نے کوریا کو اپنے تسلط میں لے لیا اور 35 برس تک اپنی نوآبادی بتائے رکھا۔ بہت سی مغربی طاقتیں چین، روس اور جاپان نے کوریا پر قبضہ کرنے کے لیے سبقت حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن جاپان نے اس جنگ میں فتح پائی، ایسے تاریخی تجربے کے بعد کوریا کے رہنے والوں میں ہاں کا جذبہ پیدا ہو جانا بعد از قیاس نہیں ہو سکتا۔

جاپان نے کوریا پر قبضے کے لیے غیر قانونی ذرائع استعمال کیے کوریا کے عوام کو بے رحمانہ دباؤ اور تسلط میں رکھا اور کوریا کے عوام اور زمینوں کا بے اصولی پرمیٰ احتصال کیا یعنی ظلم و جبرا اور احتصال احتیاجی تحریکوں کی بنیاد پر قائم صبر کے ساتھ مصائب کا سامنا کرنے کی روایت کے باعث اور کچھ روحانیت سے رابطہ رکھنے کا مدعا ہونے اور بدھا ازم اور کنفیو شس ازم سے متاثر ہونے کی وجہ سے بہت سے کورین نے ان کے تسلط کے خلاف دیوانہ وار تگ و دو کرنے کی بجائے ان کے ظلم و ستم اور زیادتیوں کو برداشت کر لیا۔ کوریا کے عوام کا پہلا نہب شمان ازم یہ سکھاتا ہے کہ انسان اور قدرت کے ساتھ لڑنے اور انہیں اپنا مطبع بنانے کی بجائے بہت سے دیوتاؤں اور دیویوں کو خوش کر کے اور ان کی آشیرواد حاصل کر کے انسان اپنا مقدم حاصل کر سکتا ہے۔ کوریا کے عوام کی زندگی میں بدھا ازم دوسرے نمبر پر آتا ہے جو کسی حد تک شمان ازم کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور کسی حد تک اس نے شمان ازم کی جگہ بھی لے لی ہے، بدھا ازم سکھاتا ہے کہ کسی فرد کی زندگی میں آنے والی مشکلات اور مصائب اس کے پہلے کسی جنم کے کرم یا اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے اس لیے انہیں صبر کے ساتھ برداشت کرنا چاہیے بدھا ازم دوسروں کے حقوق کے لیے لڑنے کی بات تو کرتا ہے لیکن اپنے حقوق کے لیے کسی کے لڑنے کی حوصلے افرائی نہیں کرتا۔

چوسون سلسلہ شاہان کے ابتدائی دور میں بدھ ازم کی جگہ کفیو شس ازم کو یا سی نہ ہب اور نظریہ قرار دے دیا گیا۔ کفیو شس ازم تو لڑنے اور مراجحت کرنے کا جذبہ پروان چڑھانے کی اجازت بھی نہیں دیتا بلکہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ ممتاز اور منتخب طبقہ عوام کی روحانی، اخلاقی اور مادی بہبود کے لیے کام کرتے ہوئے خود نظری اور خود صبغی کا خاص خیال رکھے لیکن کفیو شس ازم میں عوام کو ایک ریڑ سے تشنبہہ دی گئی ہے جو اعلیٰ طبقے کی قائم کردہ حکومت سے فائدے اور مراعات تو حاصل کر سکتے ہیں لیکن جن پر اعتبار اور اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ وہ خود حکومت کریں، اس طرح کفیو شس کا نظریہ امراء کی اہل علم کو نواز نے کا حامی تو ہے لیکن اس وقت پھلے طبقے کے لوگوں کو کس قسم کا کوئی تحفظ فراہم نہیں کرتا۔ جب اہل علم اور اہل ادب بد عنوانی میں چلتا ہو جاتے ہیں اور کمزور عوام کے مخالفین کی بجائے انہی کا یعنی عوام کا استھمال کرنا شروع کر دیتے ہیں اور ان پر ظلم کرنے لگتے ہیں۔ اس فلاسفی جو سماجی تنظیم کے درجہ بدرجہ اختیار و اقتدار کے نظام پر قائم کی گئی ہے کے تحت اگر کوئی بہتری آئی بھی ہے تو حکمران طبقے کی عقل مندی اور ثابت جذبے کے باعث عوام کے حق خود ارادیت کو ناممکن تصور کیا جاتا تھا یا کم از کم بہت خطرناک گروانا جاتا تھا چنانچہ جب جب بادشاہ اور ان کے وزیر عقل مند آئے وہ فیض رسال رہے اور عوام کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہے۔ اس کے بر عکس جب کبھی بے وقوف اور گاؤ دی بر سراقتار آتے رہے اور ان کے وزیر بد عنوانی کرتے رہے عوام بھی مشکلات مصائب اور مسائل میں گھر رہے۔ جب بھی عوام حد سے زیادہ کمزور اور لاچار ہوتے ہیں صاحب اقتدار امراء کو ترغیب ملتی ہے کہ اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کریں۔ انسیوں صدی کے نصف اول کے دوران یورپ کریمی کی بد عنوانی اور ارمنکا زقوت و اقتدار اتنا ہی حد تک زوال پذیر ہو گیا جب محض چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو بادشاہ بنادیا گیا۔ ان کے شاہی رشتے دار اختیارات کو بادشاہوں سے زیادہ بروئے کارلاتے تھے جبکہ عام لوگوں کے حقوق کو بری طرح کچل دیا جاتا تھا اور ان سے ان کی جمع پوچھی تک چھین لی جاتی تھی۔

کفیو شس کے تصور کے تحت خاندانی رشتوں کو مضبوط بنایا گیا زرعی طرز زندگی کے تحت کئی ہزار یوں تک جس کو پروان چڑھایا جاتا رہا۔ کفیو شس ازم بڑوں اور بزرگوں کے لیے احترام کے جذبات رکھتا ہے اور انہی جذبات کے تحت کسی شخص کی وفاداری اور شاخت کا بنیادی ذریعہ اس کا خاندان اور سلسلہ نسب کو قرار دیا گیا۔ اس زمانے میں انفرادیت پسندی کے پیشے کی بہت کم گنجائش تھی حتیٰ کہ آج

بھی جمہوریت کے لیے شدید کوششوں کے بعد صرف صدی کا عرصہ گزر جانے کے باوجود کوریا کے عوام کے لیے انفرادیت پسندی خود پروری کے متtradف ہے۔ خاندان کی ارز بندی اور خاندانی رشتہوں پر انحصار ناگزیر طور پر خویش نوازی دوسروں پر انحصار اور اس طرح کے دیگر مسائل کو جنم دیتی ہے اگرچہ اس کے ساتھ ساتھ خاندانی رشتہ اور سلسلہ نسب کے ساتھ واپسی احساس تحفظ اور دنیا کے مسائل و افکار سے نجات بھی فراہم کرتی ہے چنانچہ زیرنظر کتاب کے افسانے ”میرے آبائی گاؤں میں غروب آفتاب“ میں مصنف کیفیوں از م کی انہی اقتدار کو خراج تھیں پیش کرتا نظر آتا ہے۔ مصنف نے اس افسانے میں اپنے بوڑھے دادا جان کے ساتھ جس طرح کی واپسی اور محبت کا اظہار کیا ہے، بہت سے کورین لوگ اس سوچ اور جذبوں کے حامل ہیں اگرچہ ان میں باوقات ماضی اور اس کی روایات کے بارے میں منفی تصورات بھی شامل ہوتے ہیں۔

ملک کو جدید بنانے، طبقاتی نظام کے خاتمے اور معاشری و اقتصادی موقع پیدا ہونے سے صورت حال کافی حد تک تبدیل ہو گئی ہے۔ اب کوریا کے لوگ پہلے سے کہیں زیادہ انفرادیت پسند ہو گئے ہیں اگرچہ اب بھی علاقائی، تعلیمی اور دیگر تعلقات کو پروان چڑھایا جاتا ہے اور اجتماعی ذاتی ترقی کے لیے اس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ جدید دور کے کورین عوام اکثر خود کو اپنے سلسلہ نسب اور دیگر سماجی تعلقات کی طاقت کی وجہ سے خود کو قابل فخر گردانے کی مقنناطیسی صورت حال میں پاتے ہیں جبکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ ان تعلقات کے باعث پیدا ہونے والی برائیوں کی پالا اعلان نہ ملت بھی کرتے ہیں۔

کئی صدیوں تک دنیا سے الگ تھلک ریاست رہنے کے بعد گزشتہ صدی کے اوپر میں جری طور پر اس کو باقی دنیا کے لیے کھول دینے کے عمل نے زیادہ تر کورین عوام کو تکمیل دہ حد تک پڑھوں کی رکھا۔ سترھویں اور اٹھارھویں صدی عیسوی کے دوران چین کے ذریعے سے مغربی سائنس اور افکار کی بہت حدود دار آمد کی جائی تھی۔ ولی عهد شویروں (1642-1645) شاہ چونگ جو (1752-1800) اور متعدد دانشور مغرب کی ترقی یافتہ سائنس اور میکانیکوں سے متعارف ہوئے اور انہوں نے ملک کو اصلاحات کے ذریعہ جدید بنانے کی ضرورت محسوس کی۔ لیکن ہوا یہ کہ ولی عہد کو ان کے اپنے والدینی بادشاہ سلامت نے اس عہدے سے الگ کر دیا کیونکہ بادشاہ نہیں چاہتا تھا کہ انقلابی تبدیلیوں کے خلفیں کی مکمل نیجگی کر دی جائے اور ان اصلاحات کو نافذ کیا جائے جس کا خواب ولی عہد نے دیکھا تھا۔ اس